Al-Watan
Tours & Travels
Hajj & Umrah Group Operator.
Domestic & International Air Ticketing and Visa Services
#:Shop No.15, 16, Shujaiya Bazar, Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-66171244 / 9247772786

ST

شجاعیہ ٹائمز

انگریزی ہفت روزہ

Urdu Edition/اردو ایڈیشن

14 جون 2025ء ☆ تعدادِ صفحات:4 ☆ قیمت:-/10 روپے

حیاتِ ابراہیمی کا سبق

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی فطرت کچھ اس طرح رکھی ہے کہ یہاں اکثر اوقات چیزیں فناء کے راستہ سے گزر کر بقا و دوام کی منزل تک پہنچتی ہیں، اور اپنے آپ کو مٹا کر زندگی کے ایک نئے پیکر سے سرفراز ہوتی ہیں، سورج ڈوبتا ہے؛ لیکن اس ڈوبنے میں صبحِ نو کی آمد چھپی رہتی ہے، چاند اپنا منھ چھپاتا ہے؛ لیکن اس لئے کہ کچھ گھنٹوں کے وقفہ کے بعد نئی آب و تاب کے ساتھ اُفق پر طلوع ہو اور پھر بدرِ کامل بن کر لوگوں سے خراجِ تحسین وصول کرے، کسان جس بیج کو زمین میں ڈالتا ہے، وہ بظاہر اپنے وجود کو کھو دیتی ہے؛ لیکن اسی سے لہلہاتے ہوئے پودے وجود میں آتے ہیں، باغبان بظاہر گٹھلیوں کو زمین کی اتھاہ تاریکیوں میں دفن کرتا ہے؛ لیکن یہی عمل آسمان کو چھوتے ہوئے درختوں کے لئے بنیاد بنتے ہیں، جن کے خوش ذائقہ پھلوں اور خوش رنگ پھولوں سے انسان اپنے کام و دہن اور نگاہِ شوق کی تسکین کرتا ہے۔ یہی نظام اللہ تعالیٰ نے عالمِ انسانیت کا بھی رکھا ہے، جو شخص اپنے آپ کو جتنا مٹاتا ہے، وہ اسی قدر سر بلندی سے نوازا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من تواضع للہ رفعہ اللہ فہو فی نفسہ صغیر و فی اعین الناس عظیم

جو شخص اللہ کے لئے جھکتا ہے اور پستی کو قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو سر بلند فرماتا ہے، وہ خود اپنی نظر میں حقیر ہوتا ہے اور لوگوں کی نظر میں عظیم۔ انسانیت میں سب سے بڑھ کر خدا ترسی اور خدا کی خوشنودی کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دینے والا گروہ انبیاء علیہم السلام کا ہے، اللہ کے پیغمبر علم، ذہانت، شخصی وجاہت، جسمانی حسن و جمال، اخلاقی کمالات، خاندانی عزت و شرف ہر جہت سے سب سے زیادہ مکمل ہوا کرتے تھے؛ لیکن اللہ کے راستہ میں ہر طرح کی آزمائش اور ابتلاء سے بھی ان ہی کو گزرنا پڑتا تھا، وہ نہ صرف لوگوں کی بے احترامی کا زخم سہتے تھے؛ بلکہ ان کی زبان درازی اور سب و شتم کو بھی برداشت کرتے تھے؛ یہاں تک کہ جسمانی ایذاء رسانی سے بھی دوچار ہوتے تھے؛ لیکن یہ ساری چیزیں مل کر بھی ان کے پائے استقامت میں کوئی تزلزل پیدا نہیں کرتی تھی، مخالفتوں اور زیادتیوں کے اس طوفان میں انھیں اللہ تعالیٰ ہدایت کا منارہ بنا دیتا تھا، اور ایسی سر بلندی سے نوازتا تھا کہ نہ صرف اس عہد کے لوگ ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے تھے؛ بلکہ رہتی دنیا تک کے لئے ان کا نام نقشِ جاوداں ہو جاتا تھا۔

جن پیغمبروں کو بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا اور قرآن نے ان کی داستانِ حیات کو قیامت تک آنے والی انسانیت کے لئے مشعلِ راہ بنا کر محفوظ کر دیا، ان میں ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات والا صفات ہے، وہ عراق کے ایک معزز قبیلہ کے فرزند تھے، جو اپنی ذاتی صلاحیت کے اعتبار سے بھی نمایاں حیثیت کے حامل تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے توحید اور شرک پر جو مباحثے فرمائے، اس سے ان کی غیر معمولی ذکاوت، استدلالی قوت، فہم رسا، اور قوتِ تفہیم ظاہر ہوتی ہے، پھر ان کی گفتگو میں جو نرمی، ملائمت، ناصحانہ اُسلوب، اور داعیانہ تڑپ پائی جاتی ہے، اس سے ان کی بلند اخلاقی اور نرم خوئی، نیز انسانی ہمدردی کا بے پناہ جذبہ ظاہر ہوتا ہے،

ان تمام خوبیوں کے باوجود جب وہ حق کی دعوت لے کر اُٹھے تو ایسا نہیں ہوا کہ ان کا استقبال کیا گیا ہو، ان کے لئے پھولوں کی سیج بچھائی گئی ہو اور قوم نے ان کا شکریہ ادا کیا ہو کہ وہ انھیں گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے ہدایت کی روشنی کی طرف لے جا رہے ہیں؛ بلکہ انھیں ایسی آزمائشوں سے گزرنا پڑا کہ انسانی تاریخ میں کم اس کی مثال ملے گی اور انھوں نے اتنی قربانیاں پیش کیں کہ اس سے بڑھ کر خدا کے راستہ میں جاں نثاری اور فداکاری کا تصور نہیں کیا جا سکتا، انھیں آتش؛ بلکہ آتش فشاں میں ڈالا گیا، یہ ایسی آگ تھی جو پتھر کو بھی خاکستر بنانے کے لئے کافی تھی؛ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مرضی ربانی کے سامنے تسلیم و رضا کا حال یہ تھا کہ انھوں نے اُف بھی نہیں کیا اور خدا سے بھی اس آزمائش سے نجات کے لئے فریاد نہیں کی، یہاں تک کہ خدائے رحیم کو خود اپنے اس بندہ؟ کامل پر رحم آیا اور آگ ان کے لئے پھول بن گئی، پھر انھیں اپنے دین اور ایمان کو بچانے اور اسے پھیلانے کے لئے وطن کی مانوس و محبوب سرزمین کو داغِ فراق دینا اور ایک نامعلوم منزل — فلسطین — کی طرف روانہ ہو جانا پڑا، یہ صرف ان فضاؤں کی قربانی نہیں تھی، جن میں انھوں نے بچپن سے جوانی تک پوری زندگی گزاری تھی؛ بلکہ یہ تمام اعزہ اور اہلِ تعلق سے بھی ہمیشہ کے لئے منھ موڑ لینے کا اعلان تھا۔ پھر ایک مرحلہ آیا جب خدا کی طرف سے حکم ہوا کہ ابراہیم اپنی نئی نویلی دُلہن —— شہزادیٔ مصر ہاجرہ —— کو فلسطین اور شام کے سبزہ زار سے نکال کر اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ مکہ کے بے آب گیاہ صحرا میں چھوڑ آئیں، نوجوان بیوی اور دُودھ پیتے بچے کو ایسی جگہ چھوڑ آنا جہاں پانی کا ایک قطرہ بھی میسر نہیں تھا، اور جہاں آدم زاد کا جینا تو کجا پرندوں کا پَر مارنا بھی مشکل تھا، اپنی جان کی قربانی سے بھی بڑھ کر تھا؛

لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے سامنے بھی سرِ تسلیم خم کر دیا، مگر قربانی کے مرحلے ابھی تمام نہیں ہوئے اور آزمائش کی دنیا ابھی ختم نہیں ہوئی؛ بلکہ وہ جوان بیٹا جو اولاد سے نا اُمیدی کے بعد پیدا ہوا، حکم ہوا کہ اسے خود اپنے ہاتھوں اپنے رب کی خوشنودی کے لئے تہِ تیغ کر دو، یہ حکم خواب کے ذریعہ ہوا تھا، اور خواب میں تاویل کی گنجائش ہوتی ہے؛ لیکن بندہ کامل حیلہ و حجت پر کیوں کر قناعت کر سکتا تھا؛ اس لئے آپ نے اپنے بیٹے کی قربانی کا ارادہ کر لیا، اور بیٹے —— حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ بھی آخر جذبہ ابراہیمی کے وارث تھے - انھیں کیسے عذر ہو سکتا تھا، انھوں نے بھی سرِ تسلیم خم کر دیا اور باپ نے اپنے جگر گوشہ اور نورِ چشم کو رضائے ربانی کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دیا؛ البتہ خدا کو انسان کی قربانی مطلوب نہیں تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خود سپردگی کا امتحان مقصود تھا؛ اس لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بجائے پردہ غیب سے آنے والے مینڈھے کی قربانی عمل میں آئی۔ غرض کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کا قرآن کی روشنی میں مطالعہ کیا جائے تو اس کا خلاصہ صرف دو باتیں ہوں گی: دعوتِ حق اور اس راہ میں قربانی و فداکاری، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے لئے اپنے آپ کو مٹانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، اپنے آپ کو مٹایا، اپنے تعلقات کو مٹایا، بیوی اور شیر خوار بیٹے کی محبت کو مٹایا اور جوان بیٹے کو مٹایا؛

لیکن قربانی اور اپنے آپ کو مٹانے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ جاوید بنا دیا، قرآن مجید نے متعدد مواقع پر اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے؛ چنانچہ فرمایا گیا کہ ہم نے اسے دنیا میں بھی منتخب کر لیا اور وہ آخرت میں بھی صالحین میں شمار ہوں گے: وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۔ (البقرۃ:۱۳۰)

یہی بات ایک دوسرے موقع پر بھی فرمائی گئی: وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۔ (النحل) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات کو بقاء و دوام سے نوازا گیا: وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (الزخرف:۲۸) اُمتِ محمدیہ جو قیامت تک کے لئے ہدایت یافتہ گروہ ہے، ان سے کہا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی بھی تمہارے لئے آئیڈیل اور نمونہ ہے: قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ (الممتحنۃ:۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعاء کی تھی کہ بعد میں آنے والوں میں میرا ذکرِ خیر باقی ہے: وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ (الشوریٰ:۸۴) یہ دُعاء اس شان سے قبول ہوئی کہ آج دنیا میں تین بڑے مذاہب: اسلام، عیسائیت اور یہودیت کے ماننے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں اور اسی نسبت کو اپنے لئے تمغہ؟ افتخار سمجھتے ہیں، یہ بلندی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان بے پناہ قربانیوں کے ذریعہ حاصل ہوئی، جن کا ابھی ذکر کیا گیا۔ گروہ انبیاء علیہم السلام میں سب سے زیادہ آزمائشوں سے جو شخصیت گزری، وہ پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو جس قدر اللہ کے قریب ہوتا ہے، وہ اسی قدر آزمائشوں سے گزرتا ہے؛ اس لئے سب سے زیادہ آزمائش اللہ کے پیغمبروں پر آتی ہے، اور پیغمبروں میں سب سے زیادہ آزمائش مجھ پر آئی ہے، رسول اللہ ﷺ کی پوری سیرت مبارکہ اس پر گواہ ہے، اس سلسلہ میں وہ واقعہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے، جس کے پس منظر میں آپ ﷺ کو قربانی کا حکم دیا گیا ہے، ہوا یوں کہ آپ ﷺ کے ایک صاحبزادے حضرت عبداللہؓ کی وفات ہو گئی، اس موقع پر عاص بن وائل نے کہا کہ محمد ﷺ تو ابتر ہو گئے، ''ابتر'' سے مراد ہے بے نام و نشان ہو جانے والا شخص، عرب ایسے لوگوں کو ابتر کہتے تھے، جن کی صرف بیٹیاں ہوں؛ کیوں کہ ان ہی پر ان کا خاندانی سلسلہ ختم ہو جاتا تھا، یہ مکی زندگی کا واقعہ ہے۔

اس سورہ میں پہلے تو رسول اللہ ﷺ کی دلداری کی گئی کہ ہم نے آپ کو حوضِ کوثر سے نوازا ہے، جس سے نہ صرف آپؐ کی اُمت کو راحت نصیب ہوگی؛ بلکہ وہ میدانِ حشر میں آپؐ کا امتیاز ہوگا؛ لہٰذا آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے، اور دشمنوں کی باتوں سے متاثر نہ ہوئیے،

اللہ انہیں کو بے نام و نشان کر دیں گے، مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں دشمن سے مراد خاص طور پر ابو جہل، عاص بن وائل اور عقبہ بن ابو معیط وغیرہ ہیں، جو دل آزاری کی یہ بات کہنے میں پیش پیش تھے، خدا کی شان دیکھئے کہ اس نے دنیا میں رسول اللہ ﷺ کو ایسی سرفرازی اور سر بلندی عطا فرمائی کہ شب و روز کا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا ہے کہ جب کسی خطہ زمین میں حضور ﷺ پر صلاۃ و سلام کی ندائے جاں فزا کانوں میں رس نہ گھولتی ہو، آپؐ کی حیاتِ طیبہ پر جتنا کچھ لکھا گیا ہے، جتنا کچھ کہا گیا ہے۔ اور جس قدر شعراء نے اپنے تخیلات میں بلند پروازی کی ہے، دنیا کی کسی مذہبی یا غیر مذہبی شخصیت پر اس کا ہزارواں حصہ بھی نہ کہا گیا اور نہ لکھا گیا، اپنوں کے علاوہ بے گانوں اور دوستوں کے علاوہ دشمنوں کو بھی آپؐ کی ذاتِ عالی صفات کے حضور خراجِ تحسین پیش کرنا پڑا، یہ ''رفعنا لک ذکرک'' کی بہترین مثال؛ بلکہ نبوتِ محمدیؐ کا اعجاز ہے، اس کے برخلاف آپؐ کے دشمنوں کا نام و نشان اس طرح مٹا کہ اگر آپؐ کے حوالہ سے ان کا ذکر نہ آئے، تو تاریخ کے صفحات سے بھی ان کے نام مٹ جائیں، آج دنیا میں کروڑوں انسان ہیں جو محمد ﷺ کو اپنے نام کا جز بنا کر اپنے لئے سعادت و برکت حاصل کرتے ہیں اور ان میں خوشی کا احساس ہوتا ہے؛ لیکن کوئی شخص اپنا یا اپنے بچوں کا نام ابو جہل، یا ابولہب، یا عاص اور عتبہ رکھنا نہیں چاہتا۔

قرآن مجید نے اس سرفرازی و سر بلندی اور دشمنوں اور بدخواہوں کی ناکامی و نامرادی کو دو باتوں سے جوڑا ہے: ایک خدا کے سامنے سرِ تسلیم جھکانا، جس کا مثالی طریقہ نماز ہے، دوسرے: خدا کے راستے میں قربانی، جس کا علامتی عمل بقر عید اور حج کی قربانی ہے، مسلمانوں کے لئے ان کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ اور ابو الانبیاء حضرت ابرہیم علیہ السلام کا اُسوہ یہ ہے کہ وہ آزمائشوں اور ابتلاؤں سے گھبرائیں نہیں، امتحان ان کے پایہ استقامت کو پھسلا نہ دے، حالات کچھ بھی ہوں، اگر ان کی پیشانیاں خدا کے سامنے خم رہیں اور خدا کی خوشنودی کے لئے قربانی و فداکاری کا اتھاہ جذبہ اس کے سینوں میں موجزن ہو، تو پھر سر بلندی، کامیابی اور سرفرازی آخرت ہی میں نہیں، دنیا میں بھی اس کے قدم چومے گی:

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

Lulus The Pearls Shoppee...
Spl. in: Pearls Jewellery
Stone Necklace,
Rani Haar, Pearls,
Lac Bangles,
Stone Bangles,
Pearls Bangles Etc.
We Accept All Credit Cards
#:Shop No.9, Shujaiya Bazar,
Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-24515253 / 8019659606

تحقیقی لکچر سے برطانوی نوجوان کا قبول اسلام

اپولو۔10 اور اپولو۔11 کے ذریعہ 'ناسا' نے چاند کی جو تصویر لی ہے، اس سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ زمانہ ماضی میں چاند 2 حصوں میں تقسیم ہوا تھا، یہ تصویر ناسا کی سرکاری ویب سائٹ پر موجود ہے اور تا حال تحقیق کا مرکز بنی ہوئی ہے، ناسا ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچی ہے، اس تصویر میں را کی بیلٹ کے مقام پر چاند 2 حصوں میں تقسیم ہوا نظر آتا ہے، ایک ٹی وی انٹرویو میں مصر کے ماہر اراضیات ڈاکٹر غلول النجار سے میزبان نے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

ترجمہ: ''قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا، یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے، انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام ٹھہرائے ہوئے وقت پر مقرر ہے''۔ (القمر:1-3) ڈاکٹر غلول النجار کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی (جدہ) میں ماہر ارضیات پروفیسر ہیں، قرآن مجید میں سائنسی حقائق کمیٹی کے سربراہ ہیں اور مصر کی سپریم کونسل آف اسلامی امور کی کمیٹی کے بھی سربراہ ہیں، انہوں نے میزبان سے کہا کہ اس آیت کریمہ کی وضاحت کے لئے میرے پاس ایک واقعہ موجود ہے، انہوں نے اس واقعہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ایک دفعہ میں برطانیہ کے مغرب میں واقع ''کارڈف یونیورسٹی'' میں ایک لیکچر دے رہا تھا، جس کو سننے کے لئے مسلم اور غیر مسلم طلبہ کی کثیر تعداد موجود تھی۔

قرآن میں بیان کردہ سائنسی حقائق پر جامع انداز میں گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک نو مسلم نوجوان کھڑا ہوا اور مجھے اسی آیت کریمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ سر کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور فرمایا ہے، کیا یہ قرآن میں بیان کردہ ایک سائنسی حقیقت نہیں ہے۔ ڈاکٹر غلول النجار نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ نہیں! کیونکہ سائنس کی دریافت کردہ حیران کن اشیاء یا واقعات کی تشریح سائنس کے ذریعے کی جاسکتی ہے، مگر معجزہ ایک مافوق الفطرت شئے ہے، جس کو ہم سائنسی اصولوں سے ثابت نہیں کر سکتے۔ چاند کا 2 ٹکڑے ہونا ایک معجزہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے نبوت محمدیؐ کی سچائی کے لئے بطور دلیل دکھایا، حقیقی معجزات ان لوگوں کے لئے قطعی طور پر سچائی کی دلیل ہوتے ہیں، جو ان کا مشاہدہ کرتے ہیں ہم اس کو اس لئے معجزہ تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اس کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے، اگر یہ ذکر قرآن وحدیث میں موجود نہ ہوتا تو ہم اس زمانہ کے لوگ اس کو معجزہ تسلیم نہ کرتے۔ علاوہ ازیں ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

پھر انہوں نے چاند کے 2 ٹکڑے ہونے کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ احادیث کے مطابق ہجرت سے 5 سال قبل قریش کے کچھ لوگ حضورؐ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ اگر آپ واقعی اللہ کے سچے نبی ہیں تو ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں، حضورؐ نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے ناممکن کام کا خیال کرتے ہوئے کہا کہ اس چاند کے 2 ٹکڑے کر دو، چنانچہ حضورؐ نے چاند کی طرف اشارہ کیا اور چاند کے 2 ٹکڑے ہو گئے، حتیٰ کہ لوگوں نے حرا پہاڑ کو اس کے درمیان دیکھا، یعنی اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور ایک ٹکڑا اس طرف ہو گیا، ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ سب لوگوں نے اسے بخوبی دیکھا اور آپؐ نے فرمایا! دیکھو یاد رکھنا اور گواہ رہنا، کفار مکہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ ابن ابی کبشہ یعنی رسول کا جادو ہے۔ کچھ اہل دانش لوگوں کا خیال تھا کہ جادو کا اثر صرف حاضر لوگوں پر ہوتا ہے اس کا اثر ساری دنیا پر تو نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ اب جو لوگ سفر سے واپس آئیں، ان سے پوچھو کہ کیا انہوں نے بھی اس رات چاند کو 2 ٹکڑوں میں دیکھا تھا، چنانچہ جب وہ آئے تو ان سے پوچھا، انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی کہ ہاں فلاں شب ہم نے چاند کو ?2 ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے، کفار کے مجمع نے یہ طے کیا تھا کہ اگر باہر کے لوگ آکر یہی کہیں تو حضورؐ کی سچائی میں کوئی شک نہیں، اب جو باہر سے آیا، جب کبھی آیا جس طرف سے آیا، ہر ایک نے اس کی شہادت دی کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اس شہادت کے بعد کچھ لوگوں نے اس معجزے کا یقین کر لیا مگر کفار کی اکثریت پھر بھی انکار پر اڑی رہی۔

اسی دوران ایک برطانوی مسلم نوجوان کھڑا ہوا اور اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ میرا نام داود موسیٰ پیٹ کاک ہے، میں اسلامی پارٹی برطانیہ کا صدر ہوں، وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولا کہ سر! اگر آپ اجازت دیں تو اس موضوع کے متعلق میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، میں نے کہا کہ ٹھیک ہے تم بات کر سکتے ہو، اس نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے جب میں مختلف مذاہب کی تحقیقات کر رہا تھا، ایک مسلمان دوست نے مجھے قرآن کی انگلش تفسیر پیش کی، میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اسے گھر لے آیا، گھر آکر جب میں نے قرآن کھولا تو سب سے پہلے میری نظر جس صفحے پر پڑی وہ یہی سورۃ القمر کی ابتدائی آیات تھیں، ان آیات کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کے بعد میں نے اپنے آپ سے کہا کہ کیا اس بات میں کوئی منطق ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ چاند کے 2 ٹکڑے ہوں اور پھر آپس میں دوبارہ جڑ جائیں، وہ کون سی طاقت تھی کہ جس نے ایسا کیا؟ ان آیات کریمہ نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں قرآن کا مطالعہ برابر جاری رکھوں، کچھ عرصے کے بعد میں اپنے گھریلو کاموں میں مصروف ہو گیا مگر میرے اندر سچائی کو جاننے کی تڑپ کا اللہ تعالیٰ کو خوب علم تھا۔

یہی وجہ ہے کہ خدا کی کرنی ایک دن ایسی ہوئی کہ میں ٹی وی کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، ٹی وی پر ایک باہمی مذاکرے کا پروگرام چل رہا تھا، جس میں ایک میزبان کے ساتھ 3 امریکی ماہرین فلکیات بیٹھے ہوئے تھے، ٹی وی شو کا میزبان سائنسدانوں پر الزامات لگا رہا تھا کہ اس وقت جب کہ زمین پر بھوک، افلاس، بیماری اور جہالت ڈیرہ جمائے ہوئے ہے، آپ لوگ بے مقصد خلاء میں دورے کرتے پھر رہے ہیں، جتنا روپیہ آپ ان کاموں پر خرچ کر رہے ہیں وہ اگر زمین پر خرچ کیا جائے تو کچھ اچھے منصوبے بنا کر لوگوں کی حالت کو بہتر بنایا جا سکتا ہے، بحث میں حصہ لیتے ہوئے اور اپنے کام کا دفاع کرتے ہوئے ان تینوں سائنسدانوں کا کہنا تھا کہ یہ خلائی ٹیکنالوجی زندگی کے مختلف شعبوں ادویات، صنعت اور زراعت کو وسیع پیمانے پر ترقی دینے میں استعمال ہوتی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم سرمائے کو ضائع نہیں کر رہے بلکہ اس سے انتہائی جدید ٹیکنالوجی کو فروغ دینے میں مدد مل رہی ہے۔ جب انہوں نے بتایا کہ چاند کے سفر پر آنے جانے کے انتظامات پر ایک کھرب ڈالر خرچ آتا ہے، تو ٹی وی میزبان نے چیختے ہوئے کہا کہ یہ کیسا فضول پن ہے؟ ایک امریکی جھنڈے کو چاند پر لگانے کے لئے ایک کھرب ڈالر خرچ کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟

سائنسدانوں نے جواباً کہا کہ نہیں! ہم چاند پر اس لئے نہیں گئے کہ ہم وہاں جھنڈا گاڑ سکیں، بلکہ ہمارا مقصد چاند کی بناوٹ کا جائزہ لینا تھا، دراصل ہم نے چاند پر ایک ایسی دریافت کی ہے کہ جس کا لوگوں کو یقین دلانے کے لئے ہمیں اس سے دوگنی رقم بھی خرچ کرنا پڑ سکتی ہے مگر تا حال لوگ اس بات کو نہ مانتے ہیں اور نہ کبھی مانیں گے، میزبان نے پوچھا کہ وہ دریافت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ایک دن چاند کے 2 ٹکڑے ہوئے تھے اور پھر یہ دوبارہ آپس میں مل گئے، میزبان نے پوچھا کہ آپ نے یہ چیز کس طرح محسوس کی؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے تبدیل شدہ چٹانوں کی ایک ایسی پٹی وہاں دیکھی ہے کہ جس نے چاند کو اس کی سطح سے مرکز تک اور پھر مرکز سے اس کی دوسری سطح تک کو کاٹا ہوا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے اس بات کا تذکرہ ارضیاتی ماہرین سے بھی کیا ہے، ان کی رائے کے مطابق ایسا ہرگز اس وقت تک نہیں ہو سکتا کہ کسی دن چاند کے 2 ٹکڑے ہوئے ہوں اور پھر دوبارہ آپس میں جڑ بھی گئے ہوں۔ برطانوی مسلم نوجوان نے بتایا کہ جب میں نے یہ گفتگو سنی تو اپنی کرسی سے اچھل پڑا اور بے ساختہ میرے منہ سے نکلا کہ اللہ نے امریکیوں کو اس کام کے لئے تیار کیا کہ وہ کھربوں ڈالر لگا کر مسلمانوں کے معجزے کو ثابت کریں، وہ معجزہ کہ جس کا ظہور آج سے 14 سو سال قبل مسلمانوں کے پیغمبر کے ہاتھ ہوا، میں نے سوچا کہ اس مذہب کو ضرور سچا ہونا چاہیے، میں نے قرآن کو کھولا اور سورۃ القمر کو پھر پڑھا، درحقیقت یہی سورت میرے اسلام میں داخلے کا سبب بنی۔ علاوہ ازیں انڈیا کے جنوب مغرب میں واقع مالابار کے لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ مالابار کے ایک راجا چکراوتی فارمس نے چاند کے 2 ٹکڑے ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، اس نے سوچا کہ ضرور زمین پر کچھ ایسا ہوا ہے کہ جس کے نتیجے میں یہ واقعہ رونما ہوا، چنانچہ اس نے اس واقعے کی تحقیق کے لئے اپنے کارندے دوڑائے تو اسے خبر ملی کہ یہ معجزہ مکہ میں کسی نبیؐ کے ہاتھوں رونما ہوا ہے، اس نبی کی آمد کی پیشین گوئی عرب میں پہلے سے ہی پائی جاتی تھی، چنانچہ اس نے نبیؐ سے ملاقات کا پروگرام بنایا اور اپنے بیٹے کو اپنا قائم مقام بنا کر عرب کی طرف سفر پر روانہ ہوا، وہاں اس نے نبیؐ کی بارگاہ میں حاضری دی اور مشرف بہ اسلام ہوا، نبی کریمؐ کی ہدایت کے مطابق جب وہ واپسی کے سفر پر گامزن ہوا، تو یمن کے ظفر ساحل پر اس نے وفات پائی، یمن میں اب بھی اس کا مقبرہ موجود ہے جس کو ہندوستانی راجا کا مقبرہ کہا جاتا ہے اور لوگ اسے دیکھنے کے لئے وہاں کا سفر بھی کرتے ہیں۔ اسی معجزے کے رونما ہونے کی وجہ سے اور راجا کے مسلمان ہونے کے سبب مالابار کے لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا، اس طرح ہندوستان میں سب سے پہلے اسی علاقے کے لوگ مسلمان ہوئے، بعدازاں انہوں نے عربوں کے ساتھ اپنی تجارت کو بڑھایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب کے لوگ اسی علاقے کے ساحلوں سے گزر کر تجارت کی غرض سے چین جاتے تھے۔ یہ تمام واقعہ اور مزید تفصیلات لندن میں واقع انڈین آفس لائبریری کے پرانے مخطوطات میں موجود ہیں۔

حلقۂ ذکر الٰہی، تعلیمات اسلامی و دینی تربیتی مجالس

بروز جمعرات

☆ بعد عصر تا مغرب: حلقۂ ذکر جہری و وعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنا میر شجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازار حیدرآباد)۔

بروز جمعہ

☆ 2-00 تا 3-00 بجے: خطاب، علامہ مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری' آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد) نماز جمعہ بوقت 3-15 بجے

☆ بعد نماز جمعہ: مجلس درود و ذکر، نذرانۂ سلام بحضور خیر الانام ﷺ۔

بروز ہفتہ

☆ دینی تربیتی کیمپ

بعد مغرب تا اتوار کی عشاء

ذکر و اذکار، وظائف و درود، فقہی و بنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تہجد و اشراق کی عملی تربیت

(بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

بروز اتوار

☆ دوپہر 2 تا 3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظمؓ، فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

بروز پیر

☆ بعد نماز مغرب تا عشاء حلقۂ ذکر و درس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سید عبداللہ شاہ شہیدؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

بروز منگل

☆ مغرب تا عشاء: درس تصوف، سوال و جواب (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

☆ بعد گیارہ روزہ محافل

روزانہ: بعد نماز مغرب ذکر جہری (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

زیر نگرانی و زیر سرپرستی

حضرت العلامہ مولانا

سید شاہ عبیداللہ قادری' آصف پاشاہ صاحب قبلہ

سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہؒ، متولی و خطیب جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد۔

زیر انتظام:

انجمن خادمین شجاعیہؒ آندھرا پردیش

040-66171244

تصانیف شعبہ نشر و اشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆ کشف الخلاصہ ☆ مناجات ختم قرآن مجید ☆ دینی تعلیمی نصاب

☆ خطبات شجاعیہؒ ☆ سیرت شجاعیہؒ ☆ مناقب شجاعیہؒ

☆ دل کی بیماریاں اور ان کا علاج ☆ رسالہ فضائل رمضان ☆ اوراد و وظائف

Books of Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen

☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj

Books Available at : کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

سورۃ الاعراف

.1 اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (و دست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح و امن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا)۔ .o2 پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھر لو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ .o3 (یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے، اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں o

.6 اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواستگار ہو تو اسے پناہ دے دیں تا آنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ .o7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے 9.o انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پھر اس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے " اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیا داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سر پوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر ومنزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جا سکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل وملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس ورغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیا داروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اور ان کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب وہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اور اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے اور اس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

استغفار گناہوں کا تریاق

آج ہم گناہوں کے سمندر میں غرق ہیں۔ قدم قدم پر رب کریم کی نافرمانیاں کر رہے ہیں۔ ہماری صبح، ہماری شام، ہماری رات معصیتوں سے آلودہ ہیں۔ نفس وشیطان کے چنگل میں پھنس کر ہم اپنے رحیم ومہربان پروردگار کی بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ دنیا کی محبت نے ہمیں آخرت سے غافل کر رکھا ہے۔ اس فانی، عارضی اور ختم ہو جانے والی زندگی کو ہم نے اپنا مطمحِ نظر بنایا ہوا ہے۔ خوفِ خدا، فکرِ آخرت اور بارگاہِ الٰہی میں حاضری کا احساس معدوم ہوتا جا رہا ہے۔ نتیجہ سامنے ہے۔ کثرتِ ذنوب نے ہم پر آفات وبلیات اور مصائب وآلام کے وہ پہاڑ توڑے کہ الامان والحفیظ!

حالانکہ کتاب وسنت ہمیں اس بات سے آگاہ کرتے ہیں کہ انبیائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ کوئی فردِ بشر معصوم نہیں۔ ہر انسان سے خطا، لغزش اور غلطی کا صدور ہو سکتا ہے، لیکن بہترین خطا کار وہ ہے جو اپنے کیے پر نادم وشرمسار ہو، جسے اس حقیقت کا احساس ہو کہ میرا بدعمل محفوظ کر لیا گیا ہے اور میرا رب مجھ سے اس بارے میں یقیناً پوچھے گا۔ یہی وجہ ہے صاحبانِ ایمان کو بار بار گناہوں کے ''تریاق'' کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی دسیوں آیاتِ مبارکہ توبہ واستغفار کی اہمیت بیان کرتی ہیں، سیکڑوں احادیثِ مبارکہ میں انابت اور رجوع الی اللہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بندہ گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد مایوس وپریشان ہو جائے، بلکہ کتابِ مبین میں خطا کاروں کے واسطے صاف صاف اعلان کر دیا گیا ہے: ''اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔'' پھر سچے دل سے استغفار وتوبہ اور باری تعالیٰ کے سامنے اقرارِ معصیت کی خیر وبرکات دونوں جہانوں میں نصیب ہوتی ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو کوئی استغفار کو لازم پکڑے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی میں آسانی، ہر غم سے دوری (کا سامان) پیدا فرمائیں گے اور اُسے ایسی جگہ سے رزق نصیب فرمائیں گے، جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔'' (سنن ابو داؤد) دوسری حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا: ''(قیامت کے روز) جو شخص اپنے نامہ اعمال میں استغفار کی کثرت پائے، اس کے لیے خوش خبری ہے۔'' (سنن ابن ماجہ)

استغفار کا عمل اللہ تعالیٰ کو بے حد محبوب ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب بندہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ سے رب کریم اس سے زیادہ راضی (اور خوش) ہوتے ہیں، جتنا تم میں سے کوئی (اس وقت ہوتا ہے جب وہ) اپنی سواری پر جنگل وبیاباں میں جا رہا ہو، اچانک وہ سواری اس سے گم ہو جائے، اس حال میں کہ اس پر اس کا کھانا پینا (بھی) رکھا ہو، وہ اس (کی واپسی) سے مایوس ہو جائے اور ایک درخت کے سائے میں آ کر لیٹ جائے، ابھی وہ اس حال میں ہو کہ دفعتاً دیکھے وہ سواری اس کے پاس کھڑی ہے، بس وہ اس کی لگام تھام لے، پھر مسرت وشادمانی کے عالم میں یہ کہہ بیٹھے: ''اے اللہ! آپ میرے بندے اور میں آپ کا رب۔'' (یعنی خوشی کے باعث غلط جملہ کہہ دے۔) (صحیح مسلم)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک عمل سے بھی اُمت کو استغفار کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ کے سامنے توبہ کرو، بے شک میں بھی دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔'' (صحیح مسلم) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''ہم ایک مجلس میں آپؐ سے سو مرتبہ (استغفار کا یہ کلمہ پڑھنا) شمار کیا کرتے تھے: ''رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ ا ?نْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔'' (سنن ابو داؤد) بعض لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہم توبہ کے باوجود گناہوں باز نہیں آ رہے تو پھر ایسی توبہ اور ایسے استغفار کا کیا فائدہ؟ حالانکہ حدیث مبارکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص استغفار کرتا رہے، اُسے (گناہ پر) اصرار کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا، اگرچہ دن میں ستر مرتبہ وہ اس گناہ کا ارتکاب کیوں نہ کرے۔'' (سنن ابو داؤد)

مذکورہ حدیث مبارکہ کی تشریح میں حضرات علماء کرام فرماتے ہیں: ''گناہ پر اصرار کرنے والا وہ ہے جو استغفار نہ کرے اور گناہ پر شرمندہ بھی نہ ہو۔'' ابن الملکؒ فرماتے ہیں: ''جو کوئی معصیت وگناہ کا کام کرے اور اس کے بعد استغفار کر لے اور اظہار ندامت سے کام لے، وہ برائی پر اصرار کرنے سے نکل گیا۔'' (عون المعبود) گناہوں پر شرمسار ہونا، اپنی لغزش کا اقرار کرنا اور اپنے جرم کا اعتراف کرنا، وہ مبارک وبابرکت عمل ہے جس کا توڑ شیطان کے پاس نہیں۔ آخر میں سمجھنے کی اہم بات یہ ہے کہ توبہ کی تین شرائط ہیں:

اول: آدمی گناہ سے فی الفور باز آ جائے۔ دوم: اپنے کیے پر نادم ہو۔ سوم: آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو۔

خلیفہ ثالث حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی کا تعلق قریش کے معزز قبیلے سے تھا۔سلسلہ نسب عبدالمناف پر رسول اللہ ﷺ سے جاملتا ہے۔سیدنا عثمان ذوالنورین کی نانی نبی ﷺ کی پھوپھی تھیں۔آپ کا نام عثمان اور لقب ''ذوالنورین'' ہے۔اسلام قبول کرنے والوں میں آپ ''السابقون الاولون'' کی فہرست میں شامل تھے،آپ نے خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق کی دعوت پر اسلام قبول کیا تھا۔۔حضور ﷺ پر ایمان لانے اور کلمہ حق پڑھنے کے جرم میں سیدنا عثمان غنی کو ان کے چچا حکم بن ابی العاص نے لوہے کی زنجیروں سے باندھ کر دھوپ میں ڈال دیا، کئی روز تک علیحدہ مکان میں بند رکھا گیا، چچا نے آپ سے کہا کہ جب تک تم نئے مذہب (اسلام) کو نہیں چھوڑوگے آزاد نہیں کروں گا۔ یہ سن کر آپ نے جواب میں فرمایا کہ چچا! اللہ کی قسم میں مذہب اسلام کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا اور اس ایمان کی دولت سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گا۔ سیدنا عثمان غنی اعلیٰ سیرت و کردار کے ساتھ ثروت وسخاوت میں بھی مشہور تھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ہر نبی کا ساتھی و رفیق ہوتا ہے میرا ساتھی ''عثمان'' ہوگا۔سیدنا عثمان کے دائرہ اسلام میں آنے کے بعد نبی اکرم نے کچھ عرصہ بعد اپنی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کردیا۔ جب کفار مکہ کی اذیتوں سے تنگ آکر مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ کی اجازت اور حکم الٰہی کے مطابق ہجرت حبشہ کی تو سیدنا عثمان بھی مع اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حبشہ ہجرت فرما گئے، جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو نبی ﷺ نے دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو آپ کی زوجیت میں دے دی۔اس طرح آپ کا لقب ''ذوالنورین'' معروف ہوا۔مدینہ منورہ میں پانی کی قلت تھی جس پر سیدنا عثمان نے نبی پاک ا کی اجازت سے پانی کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف فرمایا۔اوراسی طرح غزوۂ تبوک میں جب رسول اللہ ﷺ نے مالی اعانت کی اپیل فرمائی تو سیدنا عثمان غنی نے تیس ہزار فوج کے ایک تہائی اخراجات کی ذمہ داری لے لی۔ جب رسول اکرم ﷺ نے زیارت خانہ کعبہ کا ارادہ فرمایا تو حدیبیہ کے مقام پر یہ علم ہوا کہ قریش مکہ آمادہ جنگ ہیں۔اس پر آپ ﷺ نے سیدنا عثمان غنی کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا۔قریش مکہ نے آپ کو روکے رکھا تو افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمان کو شہید کردیا گیا ہے۔اس موقع پر چودہ سو صحابہ سے نبی ﷺ نے بیعت لی کہ سیدنا عثمان غنی کا قصاص لیا جائے گا۔ یہ بیعت تاریخ اسلام میں ''بیعت رضوان'' کے نام سے معروف ہے۔قریش مکہ کو جب صحیح صورت حال کا علم ہوا تو آمادہ صلح ہوگئے اور سیدنا عثمان غنی واپس آگئے۔خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق کی مجلس مشاورت کے آپ اہم رکن تھے۔امیر المومنین سیدنا عمر کی خلافت کا وصیت نامہ آپ نے ہی تحریر فرمایا۔ دینی معاملات پر آپ کی رہنمائی کو پوری اہمیت دی جاتی۔سیدنا عثمان غنی صرف کاتب وحی ہی نہیں تھے بلکہ قرآن مجید آپ کے سینے میں محفوظ تھا۔آیات قرآنی کے شان نزول سے خوب واقف تھے۔بطور تاجر دیانت وامانت آپ کا طرہ امتیاز تھا۔نرم خو تھے اور فکر آخرت ہر دم پیش نظر رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے عثمان کی حیا سے فرشتے بھی شرماتے ہیں، تبلیغ واشاعت اسلام کے لیے فراخ دلی سے دولت صرف فرماتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمان اللہ تعالیٰ تجھے خلافت کی قمیص پہنائیں گے، جب منافق اسے اتارنے کی کوشش کریں تو اسے مت اتارنا یہاں تک کہ تم مجھے آملو۔ چنانچہ جس روز آپ کا محاصرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ سے حضور نے عہد لیا تھا (کہ منافق خلافت کی قمیص اتارنے کی کوشش کریں گے تم نہ اتارنا) اس لیے میں اس پر قائم ہوں اور صبر کررہا ہوں۔ 35ھ میں ذی قعدہ کے پہلے عشرہ میں باغیوں نے سیدنا عثمان ذوالنورین کے گھر کا محاصرہ کیا اور آپ نے صبر اور استقامت کا دامن نہیں چھوڑا، محاصرہ کے دوران آپ کا کھانا اور پانی بند کردیا گیا تقریبا چالیس روز بھوکے پیاسے 82 سالہ مظلوم مدینہ سیدنا عثمان کو جمعۃ المبارک 18 ذوالحجہ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ روزہ کی حالت میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے شہید کردیا گیا۔سیدنا عمر فاروق کے بعد امت کی زمامِ اقتدار سنبھالی اور خلیف ? ثالث مقرر ہوئے۔ان کا دورِ حکومت تاریخ اسلام کا ایک تابناک اور روشن باب ہے۔ان کے عہد زریں میں عظیم الشان فتوحات کی بدولت اسلامی سلطنت کی حدود اطرافِ عالم تک پھیل گئیں اور انہوں نے اس دور کی بڑی بڑی حکومتیں روم، فارس، مصر کیبیشتر علاقوں میں پرچم اسلام بلند کرتے ہوئے عہد فاروقی کی عظمت وہیبت اور رعب ودبدبے کو برقرار رکھا اور باطل نظاموں کو ختم کر کے ایک مضبوط مستحکم اور عظیم الشان اسلامی مملکت کو استوار کیا۔زیر تبصرہ کتاب ''سیرت عثمان غنی'' تفسیر دعوۃ القرآن کے مصنف مولانا سیف اللہ خالدہ کی تصنیف ہے جو کہ سیدنا عثمان کے حالات زندگی، طرزِ حکومت اور کارناموں پر مشتمل ہے مصنف موصوف نے قرآن وحدیث اور مستند روایات کی روشنی میں عہد عثمان میں رونما ہونے والے واقعات کا تذکرہ کیا ہے اور ان تاریخی حقائق کا ذکر کرتے ہوئے ثقاہت وصداقت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ موضوع اور ضعیف روایات سے مکمل اجتناب کیا ہے۔ موجودہ فتنوں کیدور میں کتاب وسنت پر مبنی صحیح موقف اور منہج سلف اور خلیفہ ثالث کی شخصیت اور ان کے دورِ حکومت کی حقیقی اور سچی تصویر پیش کی ہے۔تاکہ قارئین کے سامنے مستند اور قابل اعتماد تاریخی حقائق آنے کے بعد ان کیطر زِ حکمرانی پر اٹھائے جانے والے اعتراضات واشکالات کا ازالہ ہوسکے۔کتاب ہذا کتبِ سیر وتواریخ میں ایک منفرد اور شاندار اضافہ ہےجسے دارالاندلس نے انتہائی خوبصورتی کیساتھ شائع کیا ہے۔مصنف موصوف اس سے پہلے سیرت ابوبکر صدیق اور سیرت عمر فاروق قارئین کی نذر کرچکے ہیں۔ان کی قابل قدر تصنیفات اہل علم اور عام قارئین میں دادِ تحسین حاصل کرچکی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے اور ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔اور اس کتاب کو قارئین کیلیے خلیفہ راشد سیدنا عثمان کی سیرت وکردار کو اپنانے کا ذریعہ بنائے (آمین) (م۔ا)

سیرت عثمان بن عفانؓ کی چند جھلکیاں

قرآن مجید، حدیث شریف اہل اسلام کی ہدایت کے بنیادی اصول ہیں، اسی طرح صحابہ کرام کی پاکیزہ حیات بھی راہِ ہدایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم: میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء کروگے تو ہدایت پاؤگے۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں (۷۳) فرقے ہوں گے جن میں سے (۷۲) فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک جماعت جنت میں جائے گی۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا وہ کون سی جماعت ہوگی یا رسول اللہ! ﷺ جو جنت میں جائے گی؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

ما انا علیہ واصحابی میں اور میرے صحابہ جس طریقے پر ہیں اس کی اتباع کرنے والے جنت میں جائیں گے۔تمام صحابہ کرام اہل ایمان کے پاس مکرم ومعزز ہیں، ان کا تذکرہ ایمان میں تازگی اور روح میں بالیدگی کا سبب ہے، ان میں بالخصوص خلفاءراشدین کی حیات طیبہ بہت ہی اہم اور قیامت تک آنے والی انسانیت کیلئے مشعلِ راہ ہے، ۱۸ ذی الحجہ کو خلیفہ ثالث کو ظلماً شہید کیا گیا اسی مناسبت سے خلیفہ ثالث حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حالات کو ذکر کرنا مناسب ہوگا۔آپ کی تاریخ وفات: ۱۸ ذی الحجہ۔ دورِ حاضر میں ہماری نئی نسل غیروں کی پیدائش ووفات کی تاریخ سے تو واقف ہے لیکن افسوس کہ ہمارے سلف صالحین کی سیرت سے ناواقف ہے۔ان کی تاریخِ وفات کے موقعہ پر ایصال ثواب اور ان کے مناقب کے ذکر جمیل کا اہتمام کیا جائے تو نئی نسل ضرور ان کے حالات اور مقامات سے واقف ہوگی۔ یہ حقیقت ہے کہ اہل سنت والجماعت کے یہاں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلیفہ ثالث ہیں۔علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب عبد مناف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع ہوجاتا ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور ایک قول کے مطابق ان کی کنیت ابوعمرو ہے، ان کا لقب ذوالنورین اور امیر المومنین ہے۔

حضرت عثمانؓ اسلام کی ابتدائی دور میں مسلمان ہوگئے تھے، حضرت ابوبکر نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہوگئے، حضرت عثمانؓ کہتے تھے کہ میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص تھا، ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس قریش کے لوگ آتے رہتے تھے، اور حضرت ابوبکرؓ کے علم، ان کی تجارت اور ان کی حسن مجالست کی وجہ سے ان سے محبت کرتے تھے، ان لوگوں میں سے جن پر حضرت ابوبکرؓ کو زیادہ وثوق اور اعتماد تھا ان کو وہ اسلام کی دعوت دیتے تھے، حضرت ابوبکر، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عثمانؓ بن عفان اور حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، آپ نے ان کے سامنے قرآن مجید پڑھا اور ان کو اسلام کے احکام بیان کیے، تو اسی وقت یہ سب مسلمان ہوگئے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا نکاح کردیا، پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ واپس آگئے اور مدینہ شریف کی طرف ہجرت کا حکم ملا تو آپ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی، جب مدینہ پہنچے تو حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت کے ہاں قیام کیا، حضرت رقیہؓ کے وصال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان کے حبالہ عقد میں دیا جب ان کا بھی وصال ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری تیسری صاحبزادی ہوتی تو میں ان کو بھی تمہارے نکاح میں دے دیتا، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ان سب کو یکے بعد دیگرے عثمانؓ کی زوجیت میں دے دیتا حتی کہ ان میں سے کوئی باقی نہیں رہتی۔ حضرت عثمان غنیؓ کی اپنی ایک امتیازی شان تھی یہ وہ صحابی ہیں جن کے نکاح میں ایک نبی کی دو صاحب زادیاں تھیں، یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کی خاطر میٹھے پانی کا چشمہ وقف کیا، یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مسجد نبوی کی توسیع وتزیین نو فرمائی، یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قرآن کریم کو قراءت واحدہ پر جمع فرمایا، یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے جمعہ کے دن اذان ثانی کا اہتمام کیا، یہ وہ صحابی ہیں جن کے لئے اللہ کے رسول نے فرمایا عثمان نے بارگاہِ الٰہی میں ایسا عمل پیش کیا کہ آج کے بعد کچھ بھی کرلیں رب کی بارگاہ میں انکی کسی غلطی کی گرفت نہیں ہوگی، یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے تلاوت قرآن کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کی۔

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں فتوحات: ۲۴ھ کی ابتداء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مجلس شوریٰ کے انتخاب سے خلیفہ اور امیر المومنین منتخب ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کی سنت کے مطابق کارِ خلافت انجام دیتے تھے، آپ کے بارہ سالہ دور حکومت میں اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع ہو گیا تھا۔۲۴ھ میں آپ نے آذربائیجان اور آرمینیہ پر فوج کشی کر کے وہاں کے باشندوں کو مطیع کیا، ۲۵ھ میں طرابلس کو فتح کیا، ۲۶ھ میں الجزائر اور مراکش کے علاقے فتح کیے، ۲۸ھ میں بحیرہ روم میں شام کے قریب قبرص کو بحری جنگ سے فتح کیا، ۳۰ھ میں طبرستان کو فتح کیا، ۳۳ھ میں قسطنطنیہ سے متصل علاقوں میں مرودر، طالستان اور جوزجان کو فتح کیا، اسلامی فتوحات کا یہ سلسلہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد رک گیا، اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتوحات اسلامیہ کو ایک بار پھر نشاۃ ثانیہ حاصل ہوئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے اخیر میں ان کے خلاف بعض لوگوں نے شورش برپا کردی اور فتنہ وفساد کا ایک سیلاب امڈ آیا شورش کے اسباب مختلف تھے، اس وقت کابل سے لے کر مراکش تک تمام علاقے مسلمانوں کے زیرنگیں تھے جس میں سینکڑوں قومیں آباد تھیں، ان محکوم قوموں میں فطرۃً مسلمانوں کے خلاف جذبہ انتقام موجود تھا لیکن مسلمانوں کی قوت اور سطوت کے مقابلہ میں وہ بے دست وپا تھے اس لیے انھوں نے سازشوں کا جال پھیلایا جن میں یہودی اور مجوسی سب سے آگے تھے۔

شہادت: حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مستقبل میں پیش آنے والے فتنوں کا بیان کررہے تھے۔اتنے میں ایک شخص کا گزر ہوا جو کپڑا اوڑھے جا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنوں کے وقت یہ شخص ہدایت پر ہوگا، میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ حضرت عثمانؓ تھے (ترمذی) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کا بیان کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ شخص ان فتنوں میں ظلما شہید کیا جائے گا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق یہ یقین تھا کہ ان کی شہادت مقدر ہو چکی ہے۔حضور ﷺ نے حضرت عثمان کو ان فتنوں سے مطلع کیا تھا اور صبر واستقامت کی تاکید فرمائی تھی (ترمذی) ان حالات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لحہ بہ لحہ اس وقت کے منتظر تھے جو ان کیلئے مقدر ہو چکا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے والے دو ہزار سے بھی کم افراد تھے اور مکان کے اندر اور باہر ان کے جانثار اس سے کہیں زیادہ تھے۔آخری وقت تک آپ کے جانثار اور رفقاء آپ سے باغیوں کے مقابلہ اور ان کا محاصرہ توڑنے کی اجازت طلب کرتے رہے لیکن آپ کا صرف ایک ہی جواب تھا کہ میں اپنی ذات یا اپنی خلافت کی خاطر مسلمانوں کی تلواریں باہم ٹکراتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔سترہ ذوالحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کا دن تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہیں اور حضورؐ فرما رہے ہیں عثمان جلدی کرو ہم تمہارے ساتھ افطار کے منتظر ہیں، ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا عثمان آج جمعہ میرے ساتھ پڑھنا (طبقات ابن سعد)۔حضرت عثمان بیدار ہوئے اور اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا اب وقت قریب آپہنچا ہے پھر لباس تبدیل کیا اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد باغیوں نے حملہ کردیا۔حضرت امام حسنؓ مزاحمت کرتے ہوئے زخمی ہوگئے۔ محمد بن ابی بکر (پروردہ حضرت علی) نے آپ کی ڈاڑھی پکڑ کر کھینچی۔حضرت عثمان نے فرمایا: کہ بھتیجے اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو وہ اس فعل کو ناپسند کرتے۔کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی پر زور سے لوہے کی سلاخ ماری جس سے آپ گر پڑے اور زبان سے یہ کلمات نکلے: بسم اللہ وتوکلت علی اللہ۔ سواد بن حمران نے دوسری ضرب لگائی جس سے خون کا فوّارہ جاری ہوگیا۔

عمرو بن الحمق نے سینہ پر چڑھ کر نیزوں کے پیہم نو وار کیے۔ایک ازلی شقی نے بڑھ کہ تلوار کا ایسا وار کیا جس سے ذوالنورین کی شمع حیات بجھ گئی (البدایہ والنہایہ) اناللہ وانا الیہ راجعون شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے اور اس خونِ ناحق سے جو آیت رنگین ہوئی وہ یہ تھی: فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (سورہ بقرہ) تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔اس جانکاہ حادثہ میں آپ کی اہلیہ محترمہ کی انگلیاں بھی کٹ گئی تھیں۔تین دن تک آپ کے جسد مبارک کو بلوائیوں نے دفن کرنے سے روک دیا اور ظلما شہید کرنے کے بعد انہوں نے آپ کا گھر بھی لوٹ لیا۔آپؓ کی قبر انور روضہ رسولؐ کے سامنے جنت البقیع میں ہے۔

حشر کے دن جو شخص جس حال میں شہید ہوا اسی حال میں اٹھے گا کوئی شہید احرام کی حالت میں اٹھے گا کوئی شہید سجدہ کی حالت میں اٹھے گا۔اور سلام ہو آپ کی عظمتوں پر اے عثمان کہ آپ میدان محشر میں اللہ کا کلام پڑتے ہوئے اٹھوگے۔اللہ کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ ہمیں خلفاءِ راشدین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلینؐ۔

Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar

Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com